Research Journal
Tahqeeqat
جلد:4، شمارہ:4، 2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل تحقیقات

نثار عزیز بٹ کے مثالیت پسند نسوانی کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Idealistic Female Characters in the Works of Nisar Aziz Butt

Sharafat Ali
Associate Professor Department of Urdu Government Graduate College, Kasur
Dr. Arifa Iqbal
Associate Professor Department of Urdu Oriental College Punjab University, Lahore

شرافت علی
ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو ,گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج، قصور
ڈاکٹر عارفہ اقبال
ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو,اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی،لاہور

Abstract

This paper presents a critical analysis of the idealistic female characters in the novels of Pakistani Urdu writer Nisar Aziz Butt, with particular focus on her first three works—Nagri Nagri Phira Musafir, Nay Chiragay Nay Gulay, and Karwan-e-Wujood. It argues that the pursuit of an unattainable ideal is a central and defining theme in Butt's fiction, as reflected in protagonists such as Afgar, Jamal Afroz and Samar Saleh, who are portrayed as complex, often melancholic individuals driven by an intense inner quest for meaning beyond their social and emotional realities. Their uncompromising idealism leads them to reject conventional choices such as marriage and material comfort, resulting in psychological turmoil, alienation, and tragic solitude. Set against broader socio-political contexts, including the aftermath of the Partition of India, these characters also reflect Butt's deep engagement with Western and Russian literary traditions, particularly Tolstoyan philosophy and existential thought. The study concludes that Butt's heroines, frequently overshadowing male characters, emerge as powerfully constructed archetypes whose tragic grandeur lies in their unwavering—and ultimately self-destructive—commitment to their ideals.

Keywords: *Idealistic female characters, Pursuit of an unattainable, Portrayed as complex, Psychological turmoil, Characterizations, Selfdestructive*

کلیدی الفاظ: مثالیت پسند نسوانی کردار، مقصد کی تلاش، پیچیدہ انداز میں پیش کیے گئے، نفسیاتی کشمکش، کردار نگاری، خود تباہ کن

افسانوی ادب کی دنیا میں کہانی کرداروں کے توسط سے آگے بڑھتی ہے۔ تخلیق کار کے ذہن میں پنپنے والے کسی فکر و فلسفے اور بیانیے کا ابلاغ بھی انھی کرداروں کے وسیلے سے ممکن ہو پاتا ہے۔ کردار کی تخلیق، بُنت، تشکیل اور پیش کش اس امر کی متقاضی ہوتی ہے کہ کہانی کے ماجرے میں اُسے ایک گوشت پوشت کے انسان کے روپ میں اس طور پیش کیا جائے کہ قاری کے ذہین میں ایک دائمی نقش بنا سکے۔ اس حوالے سے دیکھیں تو نثار عزیز بٹ اپنے ناولوں پہ کرداری ناول نگاری کی چھاپ لگوائے بغیر ایسے کردار تخلیق کرنے میں خاصی کامیاب نظر آتی ہیں۔ ان کی عمومی کردار نگاری خاصی متنوع اور ہمہ رنگ ہے لیکن ان کے اہم مرکزی نسوانی کردار اس ضمن میں خاصے کی چیز ہیں۔ ذیل میں ان کے نسوانی کرداروں اور ان کی مثالیت پسندی پر اجمالاً نظر ڈالتے ہیں۔

OPEN ACCESS HEC DRJI ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE اشاریہ اردو جرائد EuroPub

وطنِ عزیز کے صوبے خیبر پختون خواہ سے تعلق رکھنے والی ادیبہ نثار عزیز بٹ۔ سرتاج عزیز (سابق وزیر خزانہ اور وزیر خارجہ) کی بہن اور معروف صحافی اور ڈرامہ نگار اصغر بٹ کی اہلیہ تھیں۔ انھوں نے پنجاب یونی ورسٹی سے ریاضی میں ماسٹر ز امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ بعد ازاں اسی مضمون کی تدریس سے وابستہ رہیں۔ چار ناول نگری نگری پھرا مسافر، نے چراغ نے گلے، کاروانِ وجود، دریا کے سنگ اور ایک عدد خود نوشت سوانح عمری "گئے دنوں کا سراغ" ان کے ادبی تعارف کے لیے کافی ہے۔ حکومت پاکستان نے انھیں ۱۴ اگست ۱۹۹۵ء کو صدارتی تمغہ برائے حُسنِ کارکردگی سے نوازا۔ وہ اپنے منفرد اُسلوب اور عالمی افسانوی ادب کے نشیب و فراز سے پوری طرح واقفیت کی بنا پر اپنے معاصرین سے الگ نظر آتی ہیں۔ ان کی تحریروں میں مغربی ادب کے جابجا حوالے ملتے ہیں جو ان کے وسیع مطالعے کی دلیل ہیں۔ زیر نظر ناول مصنفہ کا پہلا ناول ہے جو ۱۹۵۶ء میں پہلی بار مکتبہ اُردو سے چھپ کر منظر عام پر آیا۔

نثار عزیز بٹ کے ناول "نگری نگری پھرا مسافر" میں سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور تقسیم ہند کے بعد بدلتے ہوئے حالات کے سبب لوگوں میں ابھرتی ہوئی قنوطیت کو اجاگر کیا ہے۔ انگریز دور کے مظالم اور تقسیم کے بعد کا سورج طلوع ہوا، تو جس طرح خون کی ہولی کھیلی گئی اس نے ملک میں انتشار پھیلا دیا اور مسائل بڑھ گئے، ان اختلافات کے پیشِ نظر بے روزگاری بڑھی، بدنظمی اور سیاسی عدم استحکام ہوا۔ ان تمام مسائل نے اردو ادب کو بھی متاثر کیا۔ ان مسائل کے پیش نظر انسان کی نفسیات پر اداسی اور قنوطیت نے ان کے ذہنوں کو متاثر کیا۔ ایسے حالات کے پیشِ نظر حساس ادیبوں نے معاشرے کے ان مسائل کو اجاگر کیا اور اصلاح کی کوشش کی اور لوگوں کو بہتر زندگی گزارنے کے گر سکھائے۔ ساتھ ہی انھیں مستقبل کے خواب بھی دکھائے۔ نثار عزیز بٹ کا یہ ناول بھی انھی ناولوں میں شامل ہے جس نے ہمیشہ لوگوں کو بہتر زندگی گزارنے کی نوید سنائی۔ نثار عزیز بٹ نے اس ناول "نگری نگری پھرا مسافر" میں اسی خواب کی تعبیر سمجھائی ہے۔

معاشرتی، معاشی، تہذیبی اور نفسیاتی مسائل کو "نگری نگری پھرا مسافر" میں جلوہ گر کر کے معاشرے کی ایک ایسی شکل دکھائی ہے ہے۔ جس سے عام قاری بھی ان مسائل کو بہتر انداز میں سمجھ سکتا ہے۔ ناول میں یوں تو کئی کردار ہیں مگر اس ناول کا بنیادی کردار ایک ایسی لڑکی کے گرد گھومتا ہے جو ابنارمل ہے مگر آئیڈیل ازم کا شکار ہے۔ یہ کردار لا بنادی طور پر محرومیوں کا شکار ہے۔ بچپن کی محرومیوں اور لوگوں کی لاپرواہی نے اسے انتشار پسند بنا دیا ہے۔ لوگ اس سے محبت چاہتے ہیں لیکن وہ کائنات کی حقیقت اور معنویت کی تلاش میں لگی رہتی ہے۔ وہ تصوف سے بھی وابستہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کو راستہ نہیں ملتا۔ ڈاکٹر عبد السلام نثار عزیز بٹ کے ناول نگری نگری پھرا مسافر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

> "ایک عجیب و غریب بلکہ ابنارمل لڑکی کی کہانی ہے۔ اس لڑکی کو بیک وقت دو دنیاؤں میں زندگی گزارتے دکھایا گیا ہے۔ ایک دنیا اس کے گرد و پیش کی دنیا ہے۔ جس میں اس کا سابقہ اس کے شعور سے پڑتا ہے۔ دوسری دنیا اس کے لاشعور کی دنیا ہے۔ اس کی زندگی کی باگ ڈور اس کے لاشعور کے ہاتھ میں ہے، اس کے فیصلے ہمیں خلاف عقل اور احمقانہ نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لاشعور کسی عقل اور کسی منطق کے تابع نہیں ہوتا۔ وہ شعوری طور پر جن کی تمنا کرتی ہے۔،،(۱)

یہ کردار چونکہ زندگی بھر بات کا متلاشی رہا اور کوئی بھی چاہنے والا اس کردار پر پورا نہیں اتر سکا۔ چونکہ ہیئت کے اعتبار سے "نگری نگری پھرا مسافر،، سفر نامے سے ملتا جلتا ناول ہے۔ اس ناول کو پڑھتے ہوئے قاری خیال کو مختلف سطحوں پر پرکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بنیادی طور پر شعوری اور لاشعوری فکر اس ناول میں نظر آتی ہے۔ جو ایک آدرشی کردار تراشتی ہے۔ یہ کردار آئیڈیل کی تلاش میں سرگرم عمل نظر آتی ہے۔ اور اسی عدم تلاش نے اس ناول کے کردار کو المیائی کردار بنا دیا ہے۔ یہی آدرش ہی اس کی زندگی کا جہنم بنتا ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ جلتی اور

بھٹکتی رہتی ہے۔ ڈاکٹر ممتاز خان اس کردار کے بارے خیال پیش کرتے ہیں کہ اس ناول کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کا مرکزی خیال آدرش کی اسیری کے تحت خود پرست کردار کی شخصیت کا تحفظ ہے۔(۲)

ناول ہیئت کے اعتبار سے ایک سفر نامے کی شکل میں لکھا گیا ہے۔ کہانی مرکزی کردار کے گرد گھومتی ہے۔ اس کے پلاٹ میں کوئی ضمنی کہانیاں نہیں اور شروع سے آخر تک کہانی ایک ہی ڈگر پر چلتی نظر آتی ہے۔ یوں اس کے پلاٹ کو سادہ پلاٹ کہا جاسکتا ہے۔ ادب کے ایک نامور محقق اور نقاد میرزا ادیب کے بقول:

"یہ ناول ایک قسم کا سفر نامہ ہے ایک آدرشی مسافر کا جو من کے اندر اور باہر دونوں نگریوں کا سفر کرتا ہے اور اپنے آدرش کی دھن میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔"(۳)

چچا کا گھر ہو یا سینی ٹوریم، نوشہرہ کی گھریلو زندگی ہو یا لاہور کی تعلیمی فضا ہر جگہ اسے چاہنے والے ملتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھتی ہے۔ منصور، نعیم، عرفان اور میجر عابد اس کی زندگی کے افق پر چمکنے والے ایسے ستارے ہیں جو جلد ہی تاریکی میں ڈوب جاتے ہیں۔ کیونکہ روشنی کی ان لکیروں سے اس کی منطق ہم آہنگی نہیں ہوتی۔ بچپن کے دنوں میں اس کے چچا زاد منصور کی بے پناہ محبت اور دیوانہ وار چاہت اور ایم۔ایس۔سی کے زمانے میں عرفان کا عشق اس کو متاثر اور پریشان ضرور کرتے ہیں لیکن وہ اسے اپنے آدرش کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دیتی۔ وہ اپنا جذباتی توازن قائم رکھتی ہے۔ اگر افگار راہ حیات میں آسائشوں کی خوگر ہوتی تو میجر عابد سے شادی کر سکتی تھی۔ مگر میجر عابد اس کی منتہائے منزل نہ تھا۔ اس طرح وہ بار بار اندھیرے سے روشنی میں آنے کے بجائے از خود اور دبیز اندھیروں میں چلی جاتی ہے۔ محبت کے نام پر آنے والے لمحات اس کی زندگی میں مختصر ثابت ہوتے ہیں۔ ہر مرتبہ وہ کچھ عرصے کے لیے ٹوٹ کر بکھر جاتی ہے۔ اس کے پاؤں زخمی ہوتے ہیں مگر ایک شے جو اس کی داخلی دنیا میں کسی صورت ختم نہیں ہوتی وہ اس کا آدرش ہے۔ اس ضمن میں ایک رائے ملاحظہ کیجیے:

"افگار کے داخل کی تلاش اور کھوج کسک سے عبارت ہے۔ خارج میں افسردگی کا ماحول ہے اور سینی ٹوریم اس سفر کی بڑی گزر گاہ ہے۔ جو اس کے دکھوں میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ سینی ٹوریم کا ماحول، موت سے مقابلہ کرتے دیگر کرداروں سے ربط وضبط اور ان کے المناک انجام کے تصور سے لرز جاتی ہے تاہم اسے اطمینان ہے کہ وہ اس دکھ بھری دنیا میں تنہا نہیں، بلکہ اس جلو میں دیگر لوگ بھی جل رہے ہیں۔ پھر اس کا آدرش بھی اسے موت کے کرب کو برداشت کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ عام آدمی آدرش کے بغیر زندگی گزار دیتا ہے لیکن ایک حساس شخص جو زندگی کے تمام محرکات کو اپنی ذات کی شکست وریخت کے لیے بر سر پیکار دیکھتا ہے۔ لاشعوری طور سے محرومی کے احساس کو کسی خواہش یا آدرش میں بدل دیتا ہے جو اسے زندگی گزارنے کا وسیلہ مہیا کرتا ہے۔"(۴)

ناول اور اس کردار کا اختتام بھی کچھ زیادہ فنکارانہ اور منطقی نہیں لگتا۔ افگار ایم۔ایس۔سی کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لیے لندن جاتی ہے۔ اس کا بھائی نوین لندن جاننے والوں میں سے ایک صاحب، کمال انور کا تعارف افگار سے کراتا ہے اور یوں یہ آدرشی کردار کمال انور سے نیم فلسفانہ باتیں شروع کر دیتی ہے۔ جس کا کوئی مقصد نہیں نظر نہیں آتا اور ناول اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے۔ قاری ابھی افگار کی زندگی کے پیچھے پیچھے سفر کرتا ہے اور اس کے انجام کے بارے میں کوئی نتیجہ نکالنا چاہتا ہے۔ تو ناول کا اختتام ہو جاتا ہے۔ قاری یہ سوچتا ہے کہ ماضی میں کھوئے رہنے والی افگار جو اپنے آدرشوں کی خاطر منزل کی تلاش میں بھٹکتی ہے۔ کیا اسے منزل مل جاتی ہے۔ تو اچانک ناول ختم ہو جاتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ناول نگار کی سمجھ میں ہی نہیں آرہا کہ سفر ختم کر دینا چاہیے یا مسافر کے سفر کو انجام تک پہنچانا چاہیے۔ افگار کا کردار عالمی ادب سے روشناس ہے۔ اور

ناول میں جگہ جگہ قاری کو اس کی علمی عظمت کا احساس ہوتا ہے۔ یہ کردار ناول میں سورج کی مانند ہے اور ناول کے گردار کردار اسی سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ ناول کے مرکزی کردار کے متعلق نامور نقاد ڈاکٹر سلطانہ بخش رقم طراز ہیں:

"نثار نے افگار کا کردار بڑی محنت سے تراشا ہے۔ اتنے نامساعد حالات کا سامنا وہ بڑی ہمت سے کرتی ہے۔ مصنفہ نے اس کا کردار اجاگر کرنے کے لیے اس کے گرد کئی دوسرے کردار جمع کر دیئے ہیں۔ اپنی جگہ ان کرداروں کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ کردار اجیارا، دردانہ، نور، فریدہ، کے ہوں یا چچا مراد، ڈاکٹر زبیری، وحید بھائی، منصور اور عرفان۔ یہ سب کے سب افگار کی شعاعوں سے روشن نظر آتے ہیں۔ افگار اپنی گفتگو میں ذہین بلکہ بالغہ ہے۔ اس کا مطالعہ وسیع ہے۔ وہ ٹینی سن اور ٹالسٹائی کے حوالے دیتی ہیں۔"(۵)

نثار عزیز بٹ نے اپنے ناول میں افگار کا کردار کی صورت جگہ جگہ ٹالسٹائی کے خیالات اور نظریات کا پرچار کیا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ نثار عزیز بٹ کے دل و دماغ پر ٹالسٹائی کا ناول "وار اینڈ پیس،، چھایا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں کہ تقدیر پرست کہا جا سکتا ہے۔ ان کے مطابق انسان کی حیثیت گھاس پھونس سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ان ہی خیالات کا اظہار وہ اپنے ناول کے کردار افگار سے اس طرح ادا کرواتی نظر آتی ہیں:

"یہ سب دکھ درد میکانی قوتوں کا اعجاز ہیں۔ جو اپنے تسلسل سے اپنی مخصوص راہوں پر عمل پیرا رہتی ہیں اور جن کے ایک دوسرے کے ساتھ تصادم سے حیات کے تمام چھوٹے بڑے المیے اور طربیے ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کسی لمحے یہ بس کسی راہ گیر سے ٹکرا جاتی اور وہ چکنا چور ہو جاتا تو اس کے دل میں قسمت اور خدا کے خلاف ایک خاموش لاشعوری احتجاج نہ اٹھتا۔ اسے صرف اپنی بے بسی کا احساس ہوتا۔ کیونکہ اسے اطمینان تھا کہ ایسا واقعہ جب ہوا۔ کسی ضدی خالق کی پراسرار مرضی سے نہیں۔ واقعات کے ایک خاص اجتماع سے ہوگا۔"(۶)

افگار کے اس رویے کے متعلق ڈاکٹر خالد اشرف کہتے ہیں:

"نگری نگری پھرا مسافر،، کی ہیروئن افگار جو انتہائی خواب زدہ اور رومان پرست ہے۔ منصور سے محبت کرتی ہے لیکن عشق میں جدائی کی کسک برقرار رکھنے اور اپنے جذبہ عشق کو ابدی بنانے کے لیے اس سے شادی نہیں کرتی۔ وہ اس قدر سیمابی مزاج کی حامل ہے کہ مختلف اوقات میں مختلف مردوں کو اپنی طرف ملتفت کرتی ہے لیکن کسی کے ساتھ بھی کامیاب زندگی بسر نہیں کر پاتی اور آخر میں وہ تنہا رہ جاتی ہے۔"(۷)

۱۹۷۳ء میں شائع ہونے والا نثار عزیز بٹ کا دوسرا ناول "نے چراغے نے گلے" اپنی طرز کا ایک منفرد ناول ہے۔ اس ناول میں تاریخی واقعات کے ساتھ ساتھ فرد کے آدرشی تصورات، نسلوں اور مذاہب کے درمیان فرق اور خلیج کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس ناول میں معاشی، معاشرتی، سیاسی، تہذیبی اور نفسیاتی مسائل کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس ناول میں اس عہد کے حالات و واقعات سے متاثر افراد کو مکمل نفسیاتی مسائل کے ساتھ منظر عام پر لایا گیا ہے۔ یہ ناول اردو زبان کے ان چند ناولوں میں شمار ہوتا ہے۔ جو عصر حاضر کی تاریخ کو اس کے پس منظر سے طور پر دکھاتا ہے۔ ڈاکٹر ممتاز خان اس بارے میں کچھ یوں کہتے ہیں:

"اس ناول میں آدرش بذات خود بڑا وسیع پس منظر رکھتا ہے۔ نثار نے ہندوستان میں بسنے والی دونوں بڑی قوتوں یعنی مسلمانوں اور ہندوئوں کا مجموعی آدرش آزادی بتایا ہے۔"(۸)

زمانی لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ ناول جنگ آزادی سے قیام پاکستان تک کے زمانے پر پھیلا ہوا ہے۔ اتنے بڑے زمانی پھیلاو کو اس ناول میں جس طرح پیش کیا گیا ہے وہ دوسرے ناول نگاروں کے ہاں خال خال دکھائی دیتا ہے۔ نثار عزیز بٹ نے ان تمام موضوعات کی اتنی کامیابی سے عکاسی کی ہے کہ ان کے ناول کو داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ نثار عزیز بٹ کے اس ناول میں کرداروں کا نفسیاتی الجھاؤ نظر آتا ہے۔ جب کوئی تخلیق کار اپنے تخیل کا سہارا لے کر حال سے ماضی یا ماضی قریب کے کسی واقعے کو یاد کرتے ہوئے اس واقعے میں گم ہو جاتا ہے جیسے کہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو اور اچانک کسی کے پکارنے یا خواب کے ٹوٹنے سے وہ پھر واپس اپنی کیفیت میں آ جاتا ہے اور ماضی کے جھروکوں میں جھانکتا رہتا ہے۔ اس ناول میں اگر کسی کردار کو مرکزی کردار کہا جائے تو وہ جمال افروز کا کردار ہے اور یہ نثار عزیز بٹ کی والدہ کا کردار ہے۔ وہ اپنی والدہ سے بے حد محبت کرتی تھیں۔ اگرچہ ان کی عمر پانچ سال تھی کہ ان کی والدہ سردار بیگم اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں اگر ناول "نے چراغے نے گلے" کے اس کردار کو دیکھا جائے تو یہ کردار بڑی چاہت اور محبت سے تراشا گیا ہے میرزا ادیب ان کرداروں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جمال افروز اپنے کردار کے لحاظ سے "نگری نگری پھرا مسافر"، کی ہیروئن افگار کے بہت قریب ہے۔ افگار نثار عزیز بٹ کا بڑا پیارا اور بھرپور کردار ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ افگار نثار عزیز بٹ کی آنے والی تخلیقات میں مر مر کر زندہ رہے گی۔ اور زندہ ہو کر مرتی رہے گی۔ لیکن یہ محض وقتی موت ہوگی۔ یہ کردار ان ناولوں میں شاید مستقل طور پر کبھی نہیں مرے گا۔"(۹)

اگر زندگی کو ایک تسلسل کا نام دیا جائے تو موت اس تسلسل کو جدت سے ہم کنار کرنے کا نام ہے۔ میرؔ کے لفظوں میں یہ اک ماندگی کا وقفہ ہے اور دم لے کر آگے چلنے کا نام ہے۔ ٹھہری ہوئی زندگی میں اچانک موت زیادہ ارتعاش اور ہل چل پیدا کرتی ہے۔ طویل اور لاعلاج بیماری کے نتیجے میں ہونے والی موت پس ماندگان کو کسی حد تک ذہنی طور پر تیار کر دیتی ہے۔ ناول کا ایک اہم نسوانی کردار "گل افروز" ہے۔ وہ شومئ قسمت سے ٹی۔ بی کے مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ واضح رہے کہ اس وقت تک اس مرض کا کوئی شافی علاج دریافت نہیں ہوا تھا۔ اس زمانے کی مروجہ دوڑ دھوپ کی جاتی ہے لیکن اس کی طبیعت سنبھل نہیں پاتی۔ اس ناول "نے چراغے نے گلے" میں ایک توانا کردار خانم اور سارہ کے نظر آتا ہے۔ خانم کی گھر پر حکمرانی ہوتی ہے۔ تمام افراد ان کے اشاروں پر چلتے نظر آتے ہیں۔ گل افروز کی ماں (خانم) ایک سگھڑ، دبنگ اور جہاں دیدہ عورت ہے وہ اچھے آثار نہ دیکھ کر بیٹی کو اپنے گھر لے آتی ہے۔ ایک رات گل افروز کا انتقال ہو جاتا ہے، اس کی بہنیں رونا شروع کر دیتی ہیں۔ وہ نہ صرف انھیں فوراً چپ ہونے کا حکم دیتی ہے بلکہ سارے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیتی ہے۔ ناول کے ماجرے میں خانم کا کردار ایک آمرانہ مزاج کی عورت کا ہے جو بہت زیادہ مثبت نہیں ہے۔ زیر نظر اقتباس میں مصنفہ نے اس کردار کو چند لفظوں میں اس طرح بیان کیا ہے کہ اس کی پوری شخصیت کھل کر قاری کے سامنے آگئی ہے:

"خانم کے پاس اس قسم کے ذہنی تعیش کے لیے کوئی وقت نہ تھا۔ کسی فوجی مہم کی طرح اس نے سارے انتظامات سنبھال لیے اور سب کام میں لگ گئے۔ صحن کو گیلے کپڑے سے پونچھا گیا۔ کمرے جھاڑے گئے۔ سوتے ہوئے مدہوش بچوں کو جگا کر ان کے کپڑے بدلے گئے۔ بڑے دالان کے پاس پلنگ پر سرخ بنارسی میں لپٹی ہوئی جوان بیٹی کی لاش لے کر بالآخر جو خانم بیٹھی ہیں تو ایسی دل دوز چیخ ان کے منہ سے نکلی کہ محلہ بھر کی عورتیں کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی چارپائیوں پر اُٹھ بیٹھیں۔"(10)

نثار عزیز بٹ کا تیسرا ناول "کاروان وجود" ناول بنیادی طور پر باطن کا سفر ہے۔ نثار عزیز بٹ نے اس ناول میں وجود کے سفر اور اس کے باطنی سفر اور اس کی تہہ در تہہ گہریوں کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس میں انسانی وجود کی تمام جہتیں اپنا اظہار کرتی ہیں۔ چنانچہ تحلیل

نفسی کے لیے وجودیت اہم موضوع ہے۔ ناول "کاروان وجود" میں نثار عزیز بٹ مغرب کی تحریک وجودیت سے لاشعوری طور پر متاثر ہو کر وجود کے بے معنویت کے گہرے احساس کو اجاگر کرتی ہیں۔ اگرچہ سارتر کی طرح اس ناول کے کرداروں اور ان کے خیالات و نظریات میں فلسفیانہ انداز نہیں ملتا۔ تاہم کرداروں کی طرز زندگی وجودی فلسفے سے متاثر نظر آتی ہے اور اس طرح "کاروان وجود" عالمی ادب کے وجودی فلسفے کی نمائندگی کرتا نظر تا ہے۔ یہ ناول دو مرکزی کرداروں سارہ ضیاء اور ثمر صالح کے ارد گرد گھومتا نظر آتا ہے۔ اس بارے میں حمیرا اشفاق رقم طراز ہیں:

"ثمر کا کردار وجودی عناصر اور سارہ کا کردار عینیت پسندی کے نظریے کو اجاگر کرتا دکھائی دیتا ہے۔ ثمر کا کردار اپنے اندر سحر انگیزی اور پر اسراریت سموئے ہوئے ہے۔"(۱۱)

نثار عزیز بٹ کے تمام ناولوں میں کردار آئیڈیل کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر ممتاز خان:

"نثار کے ہاں آدرش کی اسیری ایک اہم تھیم ہے۔ جس کے تجزیے کو انھوں نے تین ناولوں کے مشترک کینوس پر کامیابی سے پھیلا دیا۔ جس کی زد میں گزشتہ دہائیوں کا پر آشوب سیاسی، معاشرتی اور تاریخی ماحول فرد کی نفسیاتی تحلیل اور اس کے نازک خیالات واحساس لمحہ بہ لمحہ بدلتی زندگی کی قدریں سب کچھ ہی آگیا ہے۔"(۱۲)

بظاہر دیکھا جائے تو یہ ناول ثمر کا المیہ نظر آتا ہے۔ ثمر کے والد بڑے زمیندار تھے۔ لیکن عیش و عشرت اور بری سوسائٹی میں پڑ کر جوئے میں تمام جائیداد ہار گئے اور آخر میں نشے میں پڑ کر مر گئے۔ ہندوستان میں حالات برے ہوئے اور ثمر کی والدہ کا وہاں رہنا مشکل ہو گیا۔ اس لیے ان کی والدہ زینب ثمر کو لے کر پشاور اپنی بہن کے گھر آگئی۔ ثمر شروع ہی سے کم گو تھی۔ بی۔ اے کرنے کے بعد اس کے لیے بہت رشتے آئے، مگر اس نے اپنے آئیڈیل اور آدرش کی بنا پر تمام رشتے رد کر دیئے۔ ثمر اور سارہ کے کردار کے متعلق ڈاکٹر ممتاز خان کی رائے کچھ یوں ہے:

"ثمر اور سارہ کا کردار "نگری نگری پھرا مسافر" کی افگار کی دوسری شکل ہے۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ افگار عینیت پسند اور خود پرست ہے۔ اور اپنے آئینے میں اپنی شخصیت کے خدوخال سنوارتی ہے جبکہ ثمر صالح اس کے برعکس اپنے آپ کو کائنات کے مقابلے پر رکھ کر سوچوں کے الائو میں جلتی ہے۔"(۱۳)

"کاروان وجود" کا دوسرا اہم اور مرکزی کردار "سارہ" کا ہے۔ سارہ، ثمر کے مقابلے میں عینیت پرست اور انا پرست کردار کے روپ میں نظر آتی ہے۔ یہ کردار "نے چراغے نے گلے" کا تسلسل نظر آتا ہے۔ سارہ کے کردار میں ہم نثار عزیز بٹ کے حقیقی روپ کو دیکھ سکتے ہیں۔

اس ناول کے نسوانی اور مردانہ کرداروں کا اگر موازنہ کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ "کاروان وجود" کے کردار بھی نثار عزیز کے دیگر ناولوں کے نسوانی کرداروں جیسے ناول میں چھائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے نسوانی کرداروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ نثار عزیز بٹ کے نسوانی کردار جین آسٹن کے ناولوں کے کرداروں جیسے ناول میں چھائے ہوئے لگتے ہیں۔ نثار عزیز بٹ کے مردانہ کردار نسوانی کرداروں کے مقابلے میں کمزور نظر آتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) عبدالسلام ڈاکٹر، ہمارا اردو ناول منزل بہ منزل، قمر گھر، اردو بازار، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۱۲

(۲) ممتاز خان ڈاکٹر، اردو ناول کرداروں کا حیرت کردہ، س۔ن، ص ۹

(۳)میرزاادیب، پیش لفظ، نگری نگری پھرا مسافر، مکتبہ اردو،لاہور،۱۹۸۶ء، ص ۱۰

(۴)(ڈاکٹر روبینہ شاہین، نثار عزیز بٹ کے ناولوں کا مختصر تجزیہ)

(html-pk/Shumaray/38_Bahar_2018/08_nasar_aziz_but_kay_nawal-edu-uop-http://khayaban

(۵)سلطانہ بخش ڈاکٹر، پاکستانی ادبیات میں خواتین کا کردار، ایم ایس سی ویمن اسٹڈیز، اسلام آباد،۱۹۶۶، ص ۴۰۴

(۶)نثار عزیز بٹ، مجموعہ نثار عزیز بٹ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۹ء، ص ۱۸۳

(۷)خالد اشرف ڈاکٹر، برصغیر میں اردو ناول، ایجو کیشنل پبلشنگ ہاوس، کوچہ پنڈت، دہلی،۱۹۷۴ء، ص ۱۳۶

(۸)ممتاز خان ڈاکٹر، تین ناولوں کا مثلث آدرش کی اسیری اور نثار عزیز ماہنامہ اردو، سرگودھا،۱۹۸۳ء

(۹)میرزاادیب، مضمون: نے چراغے نے گلے، فنون، لاہور،۱۹۸۳ء

(۱۰)نثار عزیز، بٹ، نے چراغے نے گلے، احمد اشعر پبلشرز، اسلام آباد، س ن، ص ۳۰۷

(۱۱)حمیر ااشفاق، جدید اردو فکشن عصری تقاضے اور بدلتے رجحانات، شرکت پریس، لاہور،۲۰۱۰ء، ص ۱۰۳

(۱۲)ممتاز احمد خان ڈاکٹر، تین ناولوں کا مثلث آدرش کی اسیری اور نثار عزیز، ماہنامہ اردو، سرگودھا۱۹۸۳ء، ص ۱۲

(۱۳)ممتاز خان ڈاکٹر، تین ناولوں کا مثلث آدرش کی اسیری اور نثار عزیز، ماہنامہ اردو، سرگودھا،۱۹۸۳ء، ص ۱۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

(1)Abdus Salam, Dr. Hamara Urdu Novel: Manzil Ba Manzil, Qamar Ghar, Urdu Bazar, Karachi, 1990, p 12

(2)Mumtaz Khan, Dr. Urdu Novel: Kirdaron ka Hairat Kada. S. N,p 9

(3)Mirza Adeeb. Preface. Nagri Nagri Phira Musafir. Maktaba-e-Urdu, Lahore, 1986, p 10

(4)Shahin, Robina, Dr. "Nasar Aziz Butt ke Novelon ka Mukhtasar Tajziya".
Khayaban (Online), University of Peshawar, Issue 38, Spring 2018
http://khayaban.uop.edu.pk/Shumaray/38_Bahar_2018/08_nasar_aziz_but_kay_nawal.html

(5)Sultana Bakhsh, Dr. Pakistani Adabiyat mein Khawateen ka Kirdar. MSc Women Studies, Islamabad, 1966, p 404

(6)Nasar Aziz Butt. Majmua Nasar Aziz Butt, Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2009, p 183

(7)Khalid Ashraf, Dr. Bar-e-Sagheer mein Urdu Novel. Educational Publishing House, Kocha Pandit, Delhi, 1974, p 136

(8)Mumtaz Khan, Dr. "Teen Novelon ka Muthallath: Adarsh ki Aseeri aur Nasar Aziz." Mahnama Urdu, Sargodha, 1983

(9)Mirza Adeeb. "Nay Chiraghay Nay Gilay." Funoon, Lahore, 1983

(10)Nasar Aziz Butt. Nay Chiraghay Nay Gilay. Ahmad Ashar Publishers, Islamabad, S. N., p 307

(11)Humaira Ashfaq. Jadeed Urdu Fiction: Asri Taqazay aur Badaltay Rujhanat. Shirkat Press, Lahore, 2010, p 103

(12)Mumtaz Ahmad Khan, Dr. "Teen Novelon ka Muthallath: Adarsh ki Aseeri aur Nasar Aziz." Mahnama Urdu, Sargodha, 1983, p 12

(13) Mumtaz Khan, Dr. "Teen Novelon ka Muthallath: Adarsh ki Aseeri aur Nasar Aziz." Mahnama Urdu, Sargodha, 1983, p 19